

رجسٹرڈ ویل نمبر ۲۲۹۶

ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ رات کو قادیان نکلتا ہے

رجسٹرڈ ویل نمبر ۲۲۹۶

ایڈیٹر میر تقی علی احمدی



انڈیا سے باہر پانچ روپیہ (۵)

ذاتی قادیان
سرگرمیوں - معاشین - عام - طبیب - شیشائی

جلد ۳ قادیان مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۲۸ء مطابق ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ نمبر ۳۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیارے قادیان کی یاد

سبب اردل میں کچھ اضطراباں ہیں
دارالامان کی یارب مجھ کو اداسیاں ہیں
ساغر بھی اورے بھی ملنا بھی ہے میسر
بھر کے پلا دے ساتی اب بیقراریاں ہیں
فرقت میں جاں بلب ہوں مژدائے قم باذنی
اگر سنا مسیحا اب انتظاریاں ہیں
کب تک ارسینگا حائل اسے آسمان بنا دے
مجھے رکنے کب ہم شیدائے قادیان ہیں
شاہد ہے سارا عالم تیری صد اقتوں پر
مغرب میں تیرا جلوہ مشرق میں خود عیاں ہیں
پروانہ وار جاؤں اظہار قادیان میں
پر کیا کروں خدا کی یاں بے نیازیاں ہیں

(امداد محمد خاں اظہار دیروی)

سلسلہ کی خبریں

- (۱) حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایڈہ اللہ بصرہ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔
- (۲) ۲۹ نومبر لغات ۲ دسمبر ۳۸ بارش رات دن خوب زور سے بری۔ ۳۳ نومبر کو دھوپ نکلی۔ الحمد للہ۔
- (۳) جن احباب نے خاکسار ایڈیٹر فاروق کی پیار پرسی کے خطوط ارسال کئے ہیں۔ خاکساران کا شکریہ ادا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ الحمد للہ کہ خدا کے فضل سے احباب کی دعائیں قبول ہو کر مجھے صحت ملی ہو گئی ہے۔ کسی قدر ضعف باقی ہے۔ انشاء اللہ وہ بھی جاتا رہیگا۔
- (۴) اس سال جلسہ سالانہ کی تاریخیں ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۳۸ بدھ۔ جمعرات۔ جمعہ مقرر ہوئی ہیں۔ آنے والے احباب کو چاہیے کہ ۲۵ دسمبر کو قادیان پہنچ جائیں۔
- (۵) جلسہ پر آنے والے احباب اپنے خادم سلسلہ فاروق اخبار کے لئے کم از کم ایک ایک جلد خریدار جلسہ پر عطا فرمائیں جس کا پہلے سے انتظام کر کے آئیں۔ اور اس کو ایک خاص درخواست سمجھیں۔ جو قابل منظور ہے۔
- (۶) اس پرچہ میں صفحہ ۲ پر جو رعایتی اعلان شائع ہوا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے آج ہی خط لکھ دیں۔ تاکہ میعاد ختم نہ ہو جائے۔
- (۷) سابقہ خریداران فاروق کیلئے جو رعایت کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس کی میعاد ۱۵ دسمبر تک ہے۔ کیونکہ یہ اعلان دیر سے ہوا ہے۔ اور سابقہ خریداران کو موقعہ فائدہ اٹھانے کا نہیں مل سکا۔ لہذا وہ ۱۵ دسمبر تک اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

مخصوصاً که کتابها را در نزد خود نگه دارد و از آنها بیخبر است.

بسم اللہ الرحمن الرحیم
محمد و نعلی علی رسولہ الکریم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۲ دسمبر ۱۹۲۸ء

زمیندار کا قاضی رتل بق بھرولا

(بک)

دنیا کا کوئی انصاف پسند اور شریف الطبع انسان واقعات کی روشنی میں اس حقیقت کا انکار نہیں کر سکتا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف جو لوگ حق و صداقت اور انصاف و دیانت کے راستہ کو چھوڑ کر محض شرارت اور تعصب کی وجہ سے گھڑے ہوئے۔ بادیہ و دیکہ حالات ان کی موافق تھے۔ رفتاری زمانہ ان کے سازگار تھی۔ اور وہ عروج و اقبال کی بلندیوں پر پرواز کرنا تھے۔ لیکن اس اندھا دھند مخالفت اور بے جا ہٹ دھرمی کے باعث یہ حقیقت ہے کہ وہ اپنا تمام اثر و اقتدار۔ تمام رعب و داب اور شان و شوکت کھو بیٹھے۔ اپنی عزت و آبرو اور وقار کو خاک میں ملا کر ذلت اور ادبار کی عمیق ترین گہرائیوں میں غوطے کھانے لگے۔ اور انجام کار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے مطابق وہ خائب و خاسر اور ناکام و نامراد سلسلہ احمدیہ کی کامیابی اور عروج و ترقی کا راسخ سینوں میں لئے ہوئے اس کے مٹانے کی سرت وارتوں کو ساتھ لے کر اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ سلسلہ احمدیہ کی پیدائش سے لے کر اس وقت تک اس کثرت سے ایسی مثالیں ملتی ہیں۔ اور اس افراط سے اس قسم کے نشانات ظاہر ہوئے ہیں۔ کہ ان کا اعادہ تحصیل حاصل ہے۔ کیونکہ ہر وہ شخص جو مذہبیات سے کچھ دلچسپی رکھتا ہے۔ ان سے اچھی طرح واقف و آگاہ ہے۔ اگرچہ تعصب اور مند اطہار صداقت سے مانع ہوں۔

اس قسم کے واقعات چونکہ واقعی سلسلہ احمدیہ کی صدا کا زبردست ثبوت اور ناقابل تردید نشان ہوتے ہیں۔ اور سوائے مخالفت سلسلہ احمدیہ کے اور کوئی ایسی وجہ نظر نہیں آتی۔ جسے باوجود حالات زمانہ کے موافقت اور سازگاری کے ایسے صاحب اثر و رسوخ لوگوں کے چشم زدن میں اونچ کمال سے تعریف و تہنیت میں گرجانے کا باعث سمجھا جاسکے۔ اس لئے ایسے معاذین کا ذکر مثلاً حسی حق و صداقت لوگوں کے غور و تدبر کے لئے آئے دن احمدیہ پریس میں ہوتا رہتا ہے۔

لیکن اس ذرا ابتلا میں کچھ ایسے تیرہ باطن اور ازلی انتقام بھی موجود ہیں۔ جو بجائے ان واقعات سے عبرت پکڑنے اور فائدہ اٹھانے کے استہزاء و مسخرے سے کام لیتے ہوئے اپنی عاقبت کی بربادی پر تلے رہتے ہیں۔ ایسے بد طبیعت لوگوں کا سردار و زمیندار ہے جس کا جسم پیکر بظالمت اور محروم البصر مدبر۔ ۱۰ نومبر کے پرچہ میں یوں ہرزہ درائی کرتا ہے۔

قادیانیت کا کوئی مخالف اگر بیمار پڑ جائے یا حیثیت مستعار کے دن پورے کر کے منزلی فنا سے دار بقا کا سفر اختیار کرے۔ تو قادیانی۔۔۔۔۔ اس شخص کی علالت یا وفات کو خلیفہ قادیان کا معجزہ قرار دیتے ہوئے اسے عذاب الہی پر محمول کرتے ہیں۔ حالانکہ خود مسیح قادیان بند مہینہ میں مبتلا ہو کر مرے۔۔۔۔۔ خلیفہ اول منصب خلافت سے زیادہ عرصہ متمتع ہوئے بغیر دل کے ارباب دل ہی میں لے کر چل بسے اور خلیفہ ثانی کی یہ حالت ہے۔ کہ انہیں کبھی صحت نصیب ہی نہیں ہوئی۔۔۔۔۔ کیا انفس قادیانی کلیہ کے مطابق مسیح قادیان اور خلیفہ اول کی موت اور مہربو بشیر الدین محمود احمد کے ان گوناگوں امراض کو بھی عذاب الہی کا نتیجہ قرار دیتا ہے؟

ان چند سطور میں زمیندار کے مدیر نے جس شوق اور رغبت سے جھوٹ کی نجاست پر منہ مارا ہے۔ وہ اسی کا حصہ ہے۔ کیا وہ ایک شخص بھی ایسا پیش کر سکتا ہے۔ جس کی بیماری کو قادیانیوں نے خلیفہ قادیان کا معجزہ قرار دیا ہو اگر حق کی مخالفت نے اپنے انجام سے اسے اس قدر ہی

لا پرواہ کر دیا ہے۔ تو اس ندامت سے بچنے کے لئے ہی جو اسے ہمارے اس چیلنج کو قبول کرنے سے قاصر رہنے پر اٹھانی پڑیگی۔ اس قسم کی بہتان طرازیوں سے اجتناب کرے۔ اسی طرح یہ بھی جھوٹ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موت بند مہینہ سے ہوئی۔ آج نے اسپتال کے باعث انتقال فرمایا۔ اور یہ وہ بیماری ہے۔ جو بمطابق احادیث نبوی حضور کی صداقت کا ایک نشان ہے۔

زمیندار کو سوچنا چاہیے۔ کہ اگر وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح اول کی وفات کو جو عمر طبعی کو پورا کرنے کے بعد واقع ہوئی عذاب الہی پر محمول کرے گا۔ تو دنیا کا کوئی نبی اور برگزیدہ انسان اس عذاب الہی سے سیرا و ثابت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ انجام کار ان سب کو موت کا شکار ہونا پڑا۔ اس گوار کو یا در رکھنا چاہیے۔ کہ جو لوگ نبوت و رسالت کے مدعی ہوں۔ ان کے لئے ہمیشہ کے لئے زندہ رہنا ضروری نہیں ہوتا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کا ان سے تعلق معلوم کرنے کے لئے یہ دیکھنا چاہیے کہ انہیں اپنے مشن میں کامیابی ہوئی یا ناکامی۔ اور اگر وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرح کامیاب کاران دنیا سے گذرے ہوں۔ تو وہ مورد عذاب الہی نہیں بلکہ انعام الہی سمجھے جائیں گے۔ باقی رہا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی علالت کا معاملہ۔ سو اسے عذاب الہی قرار دینے سے پہلے زمیندار کو ثابت کرنا چاہیے۔ کہ قادیانی کلیہ کے مطابق کسی شخص کی علالت عذاب الہی ہے۔ ہم ہرگز اس کلیہ کے قائل نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی دنیا کے ان چند لوگوں میں سے ہیں۔ جن کے لئے بیماری کے زیادہ سے زیادہ امکانات ہوتے ہیں۔ اول تو حضور کو بعض بیماریاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ورثہ ملی ہیں۔ اسکے علاوہ اس قدر وسیع اور دور دراز ممالک میں پھیلی ہوئی جماعت کا انتظام و انصرام۔ جماعت کی فلاح و بہبود کی تجویزیں۔ جماعت کی تعلیم و تربیت۔ تبلیغ و اشاعت اسلام اور پھر اس قدر وسیع اور عظیم الشان کام کے لئے مالی مشکلات کا سامنا۔ قرآن کریم اور علوم دینیہ کے علاوہ دیگر جمہل علوم عالم کا مطالعہ۔ اسلامی مسائل کی تحقیق و تدقیق

اگر در خانه کس است حرفه بس است

(۱۰۰)

جواب : قمار بازی، شراب خوری، عداوت، ناشائستگی۔
 بے جا غرور، فخر و بے حیائی، انتہائی درجہ پرہنجی ہوئی
 تھی۔ اپنے عاشقانہ قصوں اور ناجائز تعلقات کے راز
 فخر کے ساتھ بیان کئے جاتے تھے۔ محض عیش و نفس پرستی
 کو مقصد زندگی قرار دیا گیا تھا۔ فس و فجور کو فخر و عزت
 سمجھا جاتا تھا۔ خدا کے واحد کی پرستش کی جگہ مختلف
 بتوں نے لی ہوئی تھی، حمد و استقام کی یہ کیفیت تھی کہ

سمولی باتوں پر قبیلوں میں چالیس چالیس برس تک اٹھایا جاری رہی تھیں۔ مثلاً ایک مرتبہ بنی بکر بنی ثعلبہ میں محض اس وجہ سے کہ بنی بکر کے کسی آدمی نے ایک خاتون بنی ثعلبہ کے یہاں کی اونٹنی کے تھن کاٹ دیئے تھے۔ ۴۰ ہزار تک لڑائی جاری رہی۔ اور اس ستر ہزار کے قریب آدمی مارے گئے۔

سوال (۱۵) خانہ کعبہ کس نے تعمیر کیا؟

جواب :- حضرت ابراہیمؑ کی بعثت سے اول دنیا میں خدا نے واحد کی عبادت کے لئے کوئی گھر نہ بنایا جاتا تھا حضرت اسماعیلؑ اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہؑ نے جب مکہ میں رہائش اختیار کی۔ تو کچھ عرصہ بعد حضرت ابراہیمؑ وہاں تشریف لائے۔ اور حضرت اسماعیلؑ کے ساتھ مل کر خانہ کعبہ تعمیر کیا۔ تعمیر کعبہ کے بعد دونوں بیٹا اور عرفات میں گئے۔ پھر دونوں نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور قربانی کی۔ حضرت اسماعیلؑ نے مکہ میں سکونت اختیار کر لی۔

سوال (۱۶) حضرت اسماعیلؑ کے بعد مکہ میں کون آباد ہوا؟ اور حضرت اسماعیلؑ کی شادی کس کے ساتھ ہوئی؟

جواب :- حضرت اسماعیلؑ کی سکونت اختیار کرنے پر ان کے بعد قبیلہ جرم وہاں آباد ہوا۔ اس کے سردار حضاض بن عمرو جرمی کی روتی سیدہ سے حضرت اسماعیلؑ نے شادی کی اس سے بارہ لڑکے ہوئے۔ ان میں سے نابت حضرت اسماعیلؑ کی وفات کے بعد متولی کعبہ ہوئے۔ آخر ہوتے ہوتے قحطی بنی کلاب کے پاس تو بیت آئی۔ اور اس کے بعد ہاشم اور عبدالمطلب تک پہنچی۔

سوال (۱۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شجرہ نسب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شروع کر کے بتاؤ؟

جواب :- حضرت ابراہیمؑ ۲۰۱۵ قبل مسیح پیدا ہوئے۔ اسماعیلؑ ۱۹۲۹ قبل مسیح پیدا ہوئے۔ قید ۳۸ برس پست میں۔ عدنان ۴۱۹ قبل مسیح پیدا ہوئے۔ قصے ۲۵ ویں پشت۔ عبد مناف۔ ہاشم (بیر عبد مناف) عبدالمطلب۔ عبد اللہؑ۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اکہترویں پشت میں ہیں۔

سوال (۱۸) کتب مقدسہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کون سی باتیں ہیں؟

جواب :- تورات میں اس طرح پر آیا ہے :- اسماعیلؑ کے حق میں میں نے نیری سن لی۔ دیکھ میں اسے برکت دوں گا۔ اور اسے برومند کروں گا۔ اور اسے بہت بڑھاؤں گا۔ اور اس سے بارہ سردار پیدا ہوں گے اور میں اسے بڑی قوم بناؤں گا۔

رپیدائش باب ۱۷- آیت ۲۰

دوسری جگہ خدا نے موسیٰؑ سے وعدہ کیا :- میں ان کے لئے تیرے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا۔ اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا۔ اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا۔ وہ سب ان سے کہے گا۔

استثنا باب ۱۸- آیت ۱۸

قرآن مجید میں اس وعدہ کی اس طرح پر تصدیق فرمائی گئی ہے :- انا ارسلنا الیکم رسولاً شہداً علیکم کہما ارسلنا اکی فرعون رسولاً یسیح کی بشارت میں باپ سے درخواست کروں گا۔ تو وہ نہیں دوسرا قتل دینے والا بنیگا۔ کہ اب تک تمہارے ساتھ رہے۔ یعنی روح حق (یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۵ و ۱۶) قرآن مجید اس کی تصدیق فرماتا ہے :- مبعث رسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ قرآن مجید میں حضرت ابراہیمؑ کی اس دعا کو جو خدا تعالیٰ نے سنی۔ اور جسے قبول فرمایا اس طرح پر ہے :- دیناوا بعث فیہم رسولاً منہم یتلو علیہم الیناک و یعلمہم الکتاب والحکمۃ و ینزکیہم۔ پھر قرآن مجید میں حضور کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :- ما ارسلناک الا رحمتاً للعالمین۔ (سورہ ۲۱ آیت ۱۰۷)

سوال (۱۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہاں اور کب پیدا ہوئے؟

جواب :- بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۲۰ اپریل ۵۷۰ء (چھٹی صدی) بروز دوشنبہ رجب قبل طلوع آفتاب بمقام مکہ پیدا ہوئے۔

سوال (۲۰) آپ کی والدہ اور والد صاحب کا کیا نام تھا؟

جواب :- والد ماجدہ کا نام حضرت آمنہؑ اور والد صاحب کا نام حضرت عبد اللہؑ ہے۔ آپ کا نام محمدؐ رکھا

گیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

سوال (۲۱) حضور کے پیدا ہونے پر آپ کو کہاں لے جایا گیا؟

جواب :- آپ کے دادا عبدالمطلب صاحب اس بابت وجود کو گود میں اٹھا کر کعبہ میں لے گئے۔ اور وہاں آپ کے لئے دعا اور برکت مانگی گئی؟

سوال (۲۲) آپ کے والد صاحب کا کب انتقال ہوا؟

جواب :- حضور ابھی والدہ کے پیٹ میں تھے۔ کہ آپ کے والد حضرت عبد اللہؑ کا انتقال ہو گیا۔

سوال (۲۳) آپ کو کس کس نے کتنا کتنا عرصہ دودھ پلایا؟

جواب :- والدہ حضرت آمنہؑ نے دو تین تک دودھ پلایا۔ اس کے بعد ثویبہؑ نے ہفتہ عشرہ تک آپ کو دودھ پلایا اس کے بعد حلیمہ سعدیہؑ جو بنی سعد میں سے تھیں رضاعت کی غرض سے اپنے گھر لے گئیں۔

سوال (۲۴) حلیمہ نے کس قدر عرصہ دودھ پلایا اور کس قدر عرصہ حضور صلیہ کے پاس رہے؟

جواب :- دو برس دودھ پلانے کے بعد نبی کریم صلیہ کو لیکر حلیمہ مکہ پہنچیں۔ مگر وہاں پر وبا کی بیماریاں پھیلی ہوئی تھیں۔ اس لئے پھر واپس لے گئیں۔ اور آنحضرت صلیہ ۵ برس تک حلیمہ کے ہاں رہے۔ جہاں آپ نے بنی سعد کی بکریاں چرائیں۔ بعد ازاں حضور مکہ تشریف لے آئے۔

سوال (۲۵) نبی کریم صلیہ کو کس عمر میں حضرت آمنہؑ مدینہ لائیں۔ اور کس قدر عرصہ وہاں پر قیام کیا۔ اور حضرت آمنہؑ کہاں اور کب انتقال ہوا؟

جواب :- آنحضرت صلیہ کی عمر ۶ سال کی تھی جب حضرت آمنہؑ آپ کو مدینہ لے گئیں۔ وہاں پر ایک ماہ قیام کرنے کے بعد واپسی پر بیتام ابوا حضرت آمنہؑ کا انتقال ہو گیا۔

سوال (۲۶) جب مکہ کے راستہ میں حضرت آمنہؑ کا انتقال ہوا۔ تو رسول اللہ صلیہ کو مکہ کون لایا؟

جواب :- حضرت آمنہؑ کی کنیز ام ایمنؑ نبیم رسول اللہ صلیہ کو لے کر مکہ میں آگئیں۔

سوال (۲۷) والدہ کے بعد آپ کی پرورش کس کے سپرد ہوئی؟

جواب :- اب آپ کے دادا عبد المطلب صاحب نے جن کی عمر اُس وقت ۸۰ سال کی تھی آپ کو اپنے پاس لیا۔ گرمیوں میں آپ کے دادا حضرت عبد المطلب قبیلہ کے سردار خانہ کعبہ میں قالین بچھا کر آرام کیا کرتے تھے۔ اُن کے رُکے فرش سے ہٹ کر بیٹھے رہتے تھے۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت تھی کہ بھاگ کر اپنے دادا کے پاس چلے جاتے۔ عبد المطلب کے رُکے جب آپ کو وہاں سے ہٹانے لگتے۔ تو حضرت عبد المطلب بول اُٹھتے دعا اپنی (میرے بچے کو رہنے دو) یہ کہہ کر پیار سے آپ کی کمر کو تھپکتے اور کہتے میرے بچے کی خاص شان ہے۔

سوال (۱۸) حضرت عبد المطلب کا انتقال کب ہوا۔ اور ان کے بعد رسول پاک کی تربیت کس کے سپرد ہوئی؟

جواب :- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ماں کے پیٹ میں تھے۔ کہ والد بزرگوار حضرت عبد اللہ کا انتقال ہو گیا۔ ۶ سال کی عمر تھی۔ کہ والدہ حضرت آمنہ کا انتقال ہوا۔ اور ۸ سال کی عمر تھی کہ آپ کے دادا حضرت عبد المطلب کا انتقال ہوا۔ اور اس طرح سے دادا کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ پھر آپ کے چچا ابوطالب نے آپ کو راس تربیت میں لیا۔ وہ آپ کو اپنے بیٹوں سے بھی زیادہ عزیز رکھتے تھے۔

سوال (۱۹) کب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ کس سفر میں تشریف لے گئے تھے؟

جواب :- ایک مرتبہ ابوطالب تجارت کے سفر پر ملک شام کو جانے لگے۔ تو انہوں نے حضور کو اس بنیال سے کہ آپ طفولیت کی عمر سے نکل چکے ہیں تھپچھوڑنا چاہا۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کی نیکیل پکڑ لی۔ اور کہا مجھے کس پر چھوڑے جاتے ہیں۔ میرا تو باپ بھی نہیں ہے اور نہ میری ماں ہے۔ اس وقت حضور کی عمر ۱۲ سال کی تھی اور ۸۷ سال تھا۔ اُن ابوطالب نے جواب دیا کہ جدا میں اسے ضرور ساتھ لے جاؤں گا۔ میں اس سے کبھی جدا نہ ہوں گا۔ اور نہ وہ مجھ سے جدا ہوگا۔

سوال (۲۰) حضور نے کس عمر میں میکوں کی مدد کرنیوالی کیفیت میں شرکت فرمائی؟

جواب :- حضور کی فطرت میں ابتداء سے ہی انصاف کی حمایت اور میکوں کی مدد کا جذبہ ودیعت کیا ہوا تھا۔

چنانچہ ۲۰ برس کی عمر میں آپ نے صلفۃ العقول میں شرکت فرمائی۔ جو غریبوں اور منکسوں کی حمایت و امداد کے لئے بنائی گئی تھی۔ ۹۱ھ میں یہ شرکت فرمائی تھی۔

سوال (۲۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ کیا تھا۔ اور مذاق حضور کا کیا تھا؟

جواب :- آپ میانہ قدر تھے۔ آپ کا رنگ بہت خوبصورت تھا۔ بال کسی قدر خمدار۔ اور بالوں کا رنگ کسی قدر سُرخ مائل تھا۔ سر کے بال آپ لمبے رکھتے تھے۔ جو کانوں کی لو تک آتے تھے۔ آپ کا جسم بہت نازک اور ملائم تھا۔ آپ کے جسم میں سے خوشبو آتی تھی۔ آپ کا سینہ چوڑا تھا اور دونوں کندھوں کے درمیان بہت فاصلہ تھا۔ آپ کے ہاتھ پاؤں موٹے تھے۔ اور ہتھیلیاں بہت پورے تھیں۔ حضور کا شباب حجم حیا۔ آپ عصمت و وقار کا کامل نمونہ تھے۔ آپ کا مذاق نہایت سلیم و شائستہ واقع ہوا تھا۔ آپ کے مزاج میں سکون و تحمل تھا۔

سوال (۲۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عام طور پر نسل کیا تھا؟

جواب :- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ غور و فکر میں محو پائے جاتے تھے۔ آپ کا بیشتر حصہ اوقات مناظر قدرت اور فطرت کے مطالعہ میں صرف ہوتا تھا۔ یعنی یہ کہ میں کون ہوں؟ یہ غیر تنہا ہی چیز کیا ہے۔ جس میں میں رہتا ہوں۔ اور جسے لوگ دنیا کہتے ہیں؟ زندگی کیا ہے؟ موت کیا ہے؟ مجھ کو کس بات سے اعتقاد کرنا چاہیئے۔ اور مجھ کو کیا کرنا چاہیئے۔ گویا آپ انسانی ہستی کے بڑے راز کو دریافت کرنا چاہتے تھے۔

سوال (۲۳) حضور کی خوش معاشی اور ایفائے عہد کی کوئی مثال بیان کرو؟

جواب :- نبوت سے پہلے کا ذکر ہے کہ ایک شخص عبد اللہ نے آپ سے وعدہ کیا کہ آپ یہاں ٹھہریئے میں ابھی آتا ہوں۔ اُسے اپنا وعدہ یاد نہ رہا۔ جب تین دن گذر گئے۔ تو اُسے اپنا وعدہ یاد آیا۔ چنانچہ جب وہ وہاں آیا۔ تو دیکھا کہ حضور موجود ہیں۔ آپ نے اسے دیکھ کر سوئے اس کے اور کچھ نہیں فرمایا۔ تم نے مجھے تکلیف میں ڈالا میں تین دن سے تمہارا منتظر ہوں۔

سوال (۲۴) آپ کی شادی کس عمر میں اور کس سے ہوئی؟

جواب :- ۲۵ سال کی عمر میں آپ کی شادی حضرت خدیجہ جو خاندان قریش کی ایک نہایت معتز بیوہ خاتون اپنے شریفانہ اطوار اور پاکیزہ اخلاق کی وجہ سے لوگوں میں طاہرہ کے نام سے مشہور تھیں۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت اور دیانت کی وجہ سے انہیں قافلہ تجارت کے ساتھ ملک شام میں بھیجا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے تشریف لائے۔ تو حضرت خدیجہ کو غیر معمولی منافع ہوا۔ اور ہر سال انہوں نے حضور کے اعلیٰ اخلاق اور پاکیزہ عادات کی حضرت خدیجہ کے پاس سیدہ تریف کی۔ کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے شادی کا بیغام حضرت کے پاس بھیجا۔ جسے آپ نے منظور کر لیا۔ چنانچہ شادی ہو گئی۔ اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۲۵ سال کی تھی۔ اور حضرت خدیجہ کی عمر ۴۰ سال کی۔

سوال (۲۵) قبل از نبوت حضور کے حلقہ احباب میں کون کون شامل تھے؟

جواب :- حضرت ابو بکرؓ۔ حکیم ابن حزام۔ ضاد بن ثعلیبہ اور قیس بن ثابت مخزومی صلیبہ اصحاب تھے۔ جو دنیوی و عبادت و ثروت کے علاوہ شرافت نبی و وقار اخلاق حسنہ اور اعلیٰ اخلاص کے سبب مکہ کے خاص لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔

سوال (۲۶) کعبہ کی عمارت دوبارہ کب اور کس نے تعمیر کیا۔ حجر اسود کب اور کس نے نصب کیا؟

جواب :- ایک دفعہ کعبہ کی عمارت کو سیلابوں کی وجہ سے گر گئی تھی قریش نے اسے نو سو سال بعد میں تعمیر کرنا چاہا۔ اس وقت رسول کریم کی عمر ۳۵ سال کی تھی۔ جب حجر اسود نصب کرنے کا وقت آیا۔ تو ایک کی یہ خواہش تھی کہ وہ اس فخر کو حاصل کرے۔ اندیشہ تھا کہ خوزیر بنی نمیر نے نہ پہنچے۔ مگر ایک بدھ قریش نے شور مچا دیا۔ کہ جو شخص سائے کے دروازہ سے پہلے داخل ہو۔ اُس پر اس کا تصفیہ رہا۔ چنانچہ سب سے اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُدھر سے آتے دیکھ کر سب خوش مسرت کہنے لگے۔ ہذا محمد ہذا امین قد رخصنا بیدہ۔ تو محمد آگے۔ وہ امین ہیں۔ ہم اس کے فیصلہ پر راضی ہیں۔ آپ نے نہایت سنجیدگی سے اُن کی درخواست کو منظور فرمایا۔ اپنی چادر زمین پر بچھا کر حجر اسود کو اس میں رکھ دیا۔ اور فرمایا ہر ایک قبیلہ کا سردار اس چادر کا ایک ایک کونہ پکڑے اٹھائے۔ سب نے۔

(بہار نجد طمان عداۃ و رخصاں) (باقی دارد) (بہار نجد طمان عداۃ و رخصاں)

۱۔ ختم نبوت کا عقیدہ اور امت محمدیہ ✽
۲۔ ختم نبوت میں اختلاف ✽
۳۔ نئے نبی آنے کا عقیدہ ✽
۴۔ لغت عرب میں ختم کے معنی ✽
۵۔ تفاسیر میں خاتم النبیین کے معنی ✽
۶۔ ختم نبوت اور احادیث ✽
۷۔ خاتم یعنی ہر پہنچیدہ ✽
۸۔ ختم نبوت اور حضرت مسیح موعود ✽
۹۔ ختم نبوت اور سلسلہ عالیہ احمدیہ ✽
اس مسئلے مناسب سمجھا کہ آپ کی سرفروں کا جواب عرض کرے۔ شاید جناب کو یا کسی طالب حق کو فائدہ پہنچے ✽
۱۔ آپ کا یہ فرمانا کہ ختم نبوت کا عقیدہ امت محمدیہ کا متفقہ عقیدہ ہے۔ تیرہ سو برس سے آج تک تمام امت اس

۳۔ امام شریانی اپنی کتاب البیواقیۃ الجواہر کی
جلد ۲ صفحہ ۲۲ میں لکھتے ہیں۔ فان مطلق النبوة لم
یرتفع وانما ارتفع نبوت التشویع۔۔۔۔۔
وقوله صلى الله عليه وسلم لا نبی بعدی ولا رسول

۴۔ "ختم نبوت میں اختلاف"
اس سُرخ کی تخت میں آپ نے لکھا ہے۔ کہ تمام امت
کے اجماع کے خلاف آج ایک گروہ پیدا ہوا ہے۔ جو
آنحضرت کے بعد ایک نئے نبی کے قائل ہیں۔ اس کی تردید
بھی کماحقہ سابق میں کی گئی ہے۔
اب ابھر آپ لکھتے ہیں۔ کہ اُن کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت
مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی نبوت
داد عوٰی کیا ہے جس کے منکر ملیر اور نکاح کافرین

حقاً کا فتویٰ صادر ہوتا ہے

جواب۔ بیشک ہم مبایین کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ

حضرت مسیح موعودؑ نے دعویٰ نبوت غیر تشریحی کا کیا۔ ملاحظہ

ہو۔ چشمہ معرفت صفحہ ۸۳ سطر ۴۔ ضمیمہ حقیقتہ الوحی صفحہ

۶۴ سطر ۱۱۔ حقیقتہ الوحی صفحہ ۳۴۔ حقیقتہ الوحی صفحہ ۳۹

ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۴۔ تجلیات الہیہ صفحہ ۲۴۔ رافع البلاء

صفحہ ۲۱۔ بدر ۱۷ اپریل ۱۹۰۲ء۔ بدر ۶ جون ۱۹۰۲ء

ریویو پر مباحثہ صفحہ ۷۔ ریویو پر مباحثہ صفحہ ۶۔ ہواہمیں

صفحہ ۶۶۔ ضمیمہ براہین حصہ پنجم صفحہ ۱۸۱۔ الحکم ۷ فروری

۱۹۰۳ء۔ چشمہ مسیح صفحہ ۷۷۔

اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے

قرآن کریم اور حدیث مسلم کی بناء پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ دیکھو

ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۴۔

حضرت مسیح موعودؑ کا فتویٰ جو آپ کے مسکروں پر لایا

ہوتا ہے۔ اس کے لئے ملاحظہ ہو۔ حقیقتہ الوحی صفحہ ۱۶۳

کیا آپ ایسی بھی کوئی نبوت پیش کر سکتے ہیں۔ جس کا منکر

مسلمان رہتا ہے۔ در آنحالیکہ مدعی نبوت علی روس لا شہاد

اپنے دعویٰ کو پیش کرے۔ اور دعویٰ کی بنیاد قرآن کریم۔

احادیث صحیحہ اور وحی یقینی پر رکھے۔

سوال نمبر ۳۔ ”نئے نبی آنے کا عقیدہ۔ جو فتنہ پرانے

نبی کے آنے سے ہو سکتا ہے۔ وہی فتنہ نئے نبی کے آنے

ہو سکتا ہے“

جواب۔ پرانے نبی کے آنے سے جو فتنہ برپا ہو سکتا

ہے۔ اس کی تفصیل حضرت مسیح موعودؑ نے خود فرمادی ہے

دیکھو ایک غلطی کا ازالہ۔ جو یہ ہے۔ ”بروزی طور کی نبوت

اور رسالت سے نقیمت کی ہر نہیں ٹوٹتی۔ اور حضرت عیسیٰ

کا خیال جو مستلزم کذب آیت ولئن رسول الله و

خاتم النبیین ہے۔ وہ ختمیت کی ہر کو توڑتا ہے۔ ۶۶

لیکن ایک بروزی نبی اور رسول کا آنا قرآن شریف سے

ثابت ہو رہا ہے۔ جیسا کہ آیت و آخرین منهم لما یلحقونہم

فقد ہر دیا اور کوا کا ہمارا

اب اس اعتراض کے ذیل میں آپ نے ایک چیلنج

دیا ہے کہ جب سے یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ آج تک ہر

کے۔ نہ تابعین نہ تبع تابعین سنی کہ اس دم تک نہ کسی

مفسر قرآن نے“

جواب۔ فی الحال یہ عاجز حضرت مسیح موعودؑ کا

فیصلہ جن کو حضرت نبی کریمؐ نے حکم فرمایا ہے۔ آپ کے سامنے

رکھتا ہے۔ بقیہ حصہ خاتم النبیین کی تفسیر میں آتا ہے۔

”اللہ جل شانہ نے آنحضرتؐ کو صاحب خاتم نبایا۔ یعنی

افاضہ کمال کے لئے ہر دی۔ جو کسی اور نبی کو نہیں دی۔

اس وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی

پیر دی کمالات نبوت بخشی ہے۔ اور آپ کی روحانی توجہ

نبی تراش ہے۔ اور یہ قوت قدسیہ کسی اور کو نہیں ملی“

حقیقتہ الوحی صفحہ ۶۷۔ ۹۔ جب مسیح موعودؑ کا فیصلہ

موجود ہے۔ تو دیگر مطالبات کیوں؟ کیا حکم و عادل کا

فیصلہ آپ کو منظور نہیں؟

نمبر ۴۔ اس میں آپ نے نعت عرب سے خاتم کے

معنی تحریر کئے ہیں۔ مگر انہوں نے کہ آپ نے حوالجات کے

پیش کرنے میں ہر کے معنی نہیں دکھائے۔ نئی تحقیق یہ تھا

کہ ہر کے معنی بھی پیش کرتے۔ میرے خیال میں اگر میں

غلطی نہیں کرتا۔ تو آپ نے خیانت سے کام لیا ہے۔ اور

خلق خدا کو دھوکا دیا ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں۔ کہ جب

کوئی نعت کی کتاب ایسی نہیں۔ جس میں ختم کے معنی ہر کے

نہیں لکھے۔ تو آپ نے ان کو کیوں ظاہر نہیں فرمایا۔ سنئے!

۱۔ لسان العرب جلد ۵ میں ختمہ ای طبعہ

۲۔ تاج العروس جلد ۸ ختمہ ای طبعہ

۳۔ اقرب الموارد جلد اول

صاحب لسان العرب نے اس لفظ کی دو جگہ الگ گردان لکھی

ہے۔ ایک جگہ ختم۔ یختمہ۔ ختماً و ختماً لکھ

کر اس کے معنی طبع یعنی ہر کردن کے لئے ہیں۔ جن کو آپ

کسی مصلحت سے نظر انداز کر دیا ہے۔ یا سطلانہ میں ہی نہیں

آئے۔ واللہ اعلم۔

۴۔ منتہی المارب جلد اول صفحہ ۲۵۵ میں ختم کے معنی

ہر کے موجود ہیں۔

۵۔ مجمع البحار جلد اول صفحہ ۳۲۹۔ اوتیت جو جمع

الکلم و منوالہ ای القرات ختمت بہ الکتاب السما

دیندہ و هو حجتہ علی اسائرہا و مصدق لہا۔ یعنی جس

طرح رسول کریم خاتم النبیین ہیں۔ اسی طرح قرآن مجید

خاتم الکتاب ہے۔ ان معنوں میں کہ وہ مصدق الکتاب ہے

میں اس حوالہ سے خاتم کے معنی مصدق کے ثابت ہوتے

ہیں۔ نہ کہ روکنے والا اور بند کرنے والا کے

۶۔ حضرت مسیح موعودؑ نے علامہ زنجیری کو فن نبوت

کا امام مانا ہے۔ دیکھیں براہین احمدیہ حصہ پنجم علامہ زنجیری

اور لفظ خاتم۔ خاتم۔ تتبع التابخی الطابع انکسرها بمعنی

الطابع

۷۔ مولوی محمد علی صاحب۔ ایم۔ ۱۔ کا انگریزی قرآن

۸۲ء ملاحظہ ہو۔ آپ لکھتے ہیں ”خاتم کے اصلی معنی ہر کے

ہیں۔ اور مستنبط معنی آخری حصہ کے ہیں“

اصل میں اس لفظ کے معنی ہیں۔ آخری اور تمام صفات نبوت

میں کامل ہونا۔ اور نبوت کے خاص انعامات کا آپ کی اتباع

میں جاری رہنا۔ آپ نبیوں کی ہر ہیں۔ کیونکہ آپ کے ذریعہ

سے نبوت کی غرض اور خدا کی مرضی کا شرعی ظہور۔ جس نے

انسانوں کی رہبری کرنی تھی۔ آخر ایک کامل قانون یعنی قرآن

کریم کے ذریعہ سے پورا ہو گیا۔ اور آپ اس وجہ سے بھی

نبیوں کی ہر ہیں۔ کہ بعض نعمتیں جو نبیوں کو ملا کرتی تھیں۔

آپ کی اتباع میں ہمیشہ جاری رہیں گے۔ ”بیچے مرزا صاحب

اب تو مطلع صاف ہو گیا۔ اور یوسف کنعان کا دامن خود

زینخانے پاک کیا۔ کیا اب بھی آپ ہر کے معنوں پر تنقید

کونے میں حق پر ہیں“

۸۔ سید محمد احسن صاحب مرحوم فاضل امروہی اور لفظ

خاتم۔ خاتم بفتح تا صیغہ آلہ کا ہے۔ جو یختمہ یا کو کہتے

ہیں۔ ملاحظہ ہو اخبار الحکم ۲۴ مئی ۱۹۰۲ء زیر سرخی

رقیمۃ الودود نمبر پنجم۔

نوٹ۔ باقی تشریح ہر پر تنقید کے ذیل میں دیکھیں یعنی

بقیہ حصہ تقریر

وسومہ نمبر ۱۔ تفاسیر میں خاتم النبیین کے معنی

جواب۔ مفسرین نے اس آیت کریمہ کے معنی اکثر

اپنے عقیدہ کے بنا پر کئے ہیں۔ تاہم تفسیر غشور فی التفسیر

بالاثور میں اس آیت کریمہ کے تحت میں حضرت عائشہ صدیقہ

کا قول قولا اللہ خاتم الانبیاء و لا تقو لہا بانی

بولہ لکھ کر آیت کریمہ کے معنی کھول دیئے ہیں۔ دیکھو

جزینہ صفحہ ۲۰ مطبوعہ مصر

ب۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کی کھلی چٹھی کے جواب میں جو ارشاد فرمایا ہے۔ اور جو اخبار الفضل ۲۰ نومبر ۱۹۲۲ء میں شائع ہو چکا ہے۔ اگر آپ اس کو دیکھنے کی تکلیف گوارا فرماتے۔ تو آپ کو اس قدر تفاسیر کی ورق گردانی کی زحمت نہ اٹھانی پڑتی۔ کیا یہ احقر امید کر سکتا ہے۔ کہ آپ اخبار محمدیہ کو تحقیق کی نظر سے دیکھیں گے۔ جن میں حضرت خلیفۃ المسیح نے جناب مولوی محمد علی صاحب کے مطالبہ کو مفسرین کے اقوال سے پورا کر دیا ہے۔ آپ نے اخبار مذکور کے صفحہ ۴۴ کا لفظ خاتم کے متعلق چھان بین کے ذیل میں بالتفصیل لکھا ہے۔

پہلی شہادت ۱۔ علامہ زمخشری اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ خاتم بفتح التاء بمعنی الطابع و بکسرھا بمعنی الطابع ذوال ختم یعنی خاتم تے کے زبر کے ساتھ ہو۔ تو اس کے معنی ہر کے ہوتے ہیں۔ اور اگر تے کے زبر کے ساتھ ہو۔ تو اس کے معنی ہر کے بھی ہوتے ہیں اور ختم کو دینے والے۔ اور ہر لگانے والے کے بھی ہوتے ہیں۔

زمخشری کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ آنحضرت کے بعد کوئی نیا نبی نبوت نہ ہوگا۔ اور اس سے بھی یہی مراد لیتا ہے۔ پس اگر عرب لوگ اس لفظ کو آخر کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ تو وہ ہر کے معنوں کی تائید کیوں کرتا۔

دوسری شہادت ۲۔ علامہ ابو حیان کی ہے۔ وہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ وخاتم یکسر التاء بمعنی التاء ختمہم ای جاء آخرهم وقرا۔۔۔ عاصم بفتح التاء بمعنی انھم بلہ کا خاتم و الطابع لھم۔ یعنی بعض روایتوں میں خاتم تے کی زبر سے آیا ہے۔ اور اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ آپ نے نبیوں کو ختم کر دیا۔ یعنی ان کے اخیر میں آئے اور بعض میں تے کی زبر سے آیا ہے۔ اور اس کے معنی یہ ہیں۔

کہ نبیوں پر آپ کے ذریعے ہر کوئی گئی۔ اور آپ ان کے لئے بمنزلہ ہر کے ہو گئے۔ تفسیر بحر محیط جلد ۷ صفحہ ۲۳۶ تیسری شہادت ۳۔ ابو عبیدہ کی رائے فتح البیان میں یوں لکھی ہے۔ قال ابو عبیدہ الوجه المکسر لانت التاویل انہ ختمہم فھو خاتمہم وانہ

قال خاتم النبیین وخاتم النبیین آخرہ۔ یعنی ابو عبیدہ کا قول ہے۔ کہ خاتم النبیین میں خاتم تے کی زبر سے ہی ہے۔ کیونکہ اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ رسول کریم نے نبیوں کو ختم کر دیا۔ اور ان کے ختم کرنے والے بن گئے۔ اور اس سبب سے آپ خود فرماتے ہیں۔ کہ میں خاتم النبیین ہوں یعنی تے کی زبر سے اور خاتم تے کی زبر سے ہر چیز کے آخر کو کہتے ہیں۔ اس شہادت سے ثابت ہے۔ کہ ابو عبیدہ کے نزدیک رسول کریم آخری نبی ہیں۔ لیکن باوجود اس عقیدہ کے وہ خاتم جو تے کی زبر سے ہے۔ اس کے معنی آخری نہیں کرتے۔ بلکہ اس قرأت کو رد کر کے تے کی زبر والی قرأت کو اصلی قرار دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اس آیت کے معنی چونکہ آخری نبی کے ہیں۔ اس لئے خاتم تے کی زبر سے پڑھنا درست نہیں۔ تے کی زبر سے پڑھنا چاہیے۔ ان اقتباسات سے ظاہر ہے۔ کہ خاتم کے معنی ہر کے ہیں۔ اور مفسرین نے اگر آخر کے معنی کئے ہیں۔ تو وہ عقیدہ لکھتے ہیں۔ کہ کئی الحقیقت تحت ان معنوں کی تائید کرتی ہے۔ فہو المراد

میں چاہتا ہوں۔ کہ اس آیت خاتم النبیین کے جو معنی حضرت امام آخر الزمان نے پیش کئے ہیں۔ ان کو آپ کے سامنے رکھوں۔ اور حکم کے فیصلہ کو مفسرین کے اقوال سے ٹکرا کر دیکھوں۔ اگر حکم کے ناطق فیصلہ کے خلاف مفسرین کے اقوال ہوں۔ تو ان کی طرف رجوع کرنا یا سداً پیش کرنا ضروری نہ سمجھوں۔ کیونکہ حکم کے فیصلہ کے خلاف اپیل نہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ آپ خاتم ہیں۔ آپ کی ہر سے سلسلہ نبوت چلتا ہے۔ ۱۷ اکتوبر ۱۹۲۳ء صفحہ ۷

(ب) وولکن رسول اللہ وخاتم النبیین سے نکلتا ہے۔ کہ آنحضرت کی ہر اور اذن سے اور آپ کے نور سے نبوت جاری بھی ہے۔ اور یہ سلسلہ بند بھی نہیں ہوا۔ ۱۷ اکتوبر ۱۹۲۳ء صفحہ ۵ کا ۲ صفحہ ۸۔

ایسا ہی ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۴۰ و ۳۰ میں بھی معنی موجود ہیں۔ نیز ریویو پر مبنی صفحہ ۷ و ۶ میں۔ آیت

محولہ کو پیش کر کے یہی معنی کئے ہیں۔ اسی طرح الحکم ۲۲ نومبر ۱۹۲۲ء میں بھی اس آیت کریمہ کے لکھ کر مبرا اور اجراء نبوت کے معنی کئے ہیں۔ بخوف طوالت سب حوالیات کو نہیں لکھا گیا۔ طالب حق کے لئے ایک ہی حوالہ کافی ہے۔ نوٹ: حکم و عادل امام آخر الزمان کا ناطق فیصلہ آیت متنازعہ فیہا کے متعلق پیش کر دیا ہے۔ ماننا نہ ماننا آپ کے اختیار ہے۔ اگر اقوال مفسرین ہی مابہ التنازع کے فیصلہ کے لئے کافی ہیں۔ تو ہمدی کی ضرورت ہی کیا ہے۔ آپ معلوم نہیں۔ کہ کیوں تقاسیر کے جال میں جا پھرنے قول خداوندی تو یوں ہے۔ وان تنازعتم فی شئی

فردوا الی اللہ والی الرسول

نمبر ۱۶۔ ختم نبوت اور احادیث

آپ نے سات احادیث بمعہ ترجمہ لکھی ہیں۔ جنکی مفصل اور شرح تفسیر بارہا ہماری جانب سے کی گئی ہے۔ کہ ان سے باب نبوت غیر شرعی مبتدات نہیں ہوتا۔ دیکھیں النیوۃ فی الاحادیث اور ختم نبوت کی حقیقت۔ تاہم مختصر عرض ہے۔

(۱) تیس کذاب پورے ہو چکے۔ دیکھو شرح مسلم لالی مالکی و سنوسی جلد ۷ صفحہ ۲۵۸ ۳۲۸ و قطانی شرح مواہب لدنیہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۸۔ حجج الکرامہ صفحہ ۲۳۳۔ میرے خیال میں ان تیس کذابوں کا ذکر آپ نے عمل مصطفیٰ میں کیا ہے۔

(ب) لا بنی بعدی اگر ترمذی میں ہے۔ تو نبی آنے کا ذکر مسلم میں موجود ہے۔ پس لا بنی بعدی سے نبوت منقل مراد ہو سکتی ہے۔ یا شارع نبوت کی نفی۔ نہ غیر۔ حضرت مسیح موعود کا فیصلہ آیت خاتم النبیین اور حدیث لا بنی بعدی کے متعلق یہ ہے۔ سو اگر یہ کہا جاوے

کہ آنحضرت خاتم النبیین ہیں۔ پھر آپ کے بعد اور نبی کیونکر آ سکتا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے۔ کہ بیشک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پرانا نہیں آ سکتا۔ جس طرح آپ لوگ حضرت عیسیٰ کو آخری زمانہ میں آتے ہیں۔ اور اس حالت میں ان کو نبی بھی مانتے ہیں۔ بلکہ

چالیس سال تک سلسلہ وحی نبوت کا جاری رہنا اور زمانہ آنحضرت مسلم سے بھی بڑھ جانا آپ لوگوں کا عقیدہ ہے

وہ ختمیت کی ہر کو توڑتا ہے۔ . . . لیکن ایک ہر ذی نبی اور رسول کا آنا قرآن شریف سے ثابت ہو رہا ہے۔ کیا کہ آیت و آخرین منهم لما یحقوقہم سے ظاہر ہے۔ ایک غلطی کا ازالہ ہے۔

(ص) خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں۔ کہ آپ کی ہر کے بغیر کسی کی نبوت کی تصدیق نہیں ہو سکتی۔ جب ہر لگ جاتی ہے۔ تو وہ کاغذ سند ہو جاتا ہے۔ اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر اور تصدیق جس نبوت پر نہ ہو۔ وہ صحیح نہیں ہے کہ کیا مراد اذن بخش صاحب اب بھی کوئی پہلو باقی رہ گیا ہے) حکم ۲۲ راکتویر ۱۹۲۳ء (ط) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سے تمام نبوتیں تصدیق پاتی ہیں دوسرے انبیاء کی نبوتیں محتاج تصدیق ہیں۔

(م) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے یہ معنی ہیں۔ کہ جمیع کمالات نبوت و رسالت آپ پر ختم ہو گئے ہیں۔ اور ایک یہ بھی کہ جیسے بادشاہ کی ہر کے بغیر کوئی مکمل نہیں ہو سکتا اسی طرح آنحضرت کی ہر کے بغیر کوئی نبوت سے استفادہ نہیں کر سکتا۔ حکم ۲۲ نومبر ۱۹۲۳ء صفحہ ۶۔ اسی طرح ۱۷ اپریل ۱۹۰۳ء صفحہ ۹ کالم ۳ اور حکم ۲۲ نومبر ۱۹۲۳ء صفحہ ۵۔ حکم ۱۷ اکتوبر ۱۹۲۳ء صفحہ ۱۰ اور صفحہ ۸ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷ حاشیہ اور اسی کتاب کے صفحہ ۹۷ حاشیہ۔ یہ سب ایسے حوالجات ہیں۔ جن میں ہر کا لفظ موجود ہے۔

نوٹ قابل توجہ :- اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افادہ کمال کے لئے ہر دی۔ ہو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشی ہے حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷ حاشیہ :-

سید محمد احسن فاضل اردو ہی مرحوم افادہ خاتم النبیین۔ سید صاحب مرحوم نے اخبار حکم ۲۲ مئی ۱۹۲۳ء میں زیر سرخی رقیعۃ الودود پنجم میں تحریر فرمایا ہے :- تمہید ضرور چاہیے۔ کہ صحیح معنی خاتم النبیین کے سمجھ سکیں۔ . . . سو واضح ہو۔ کہ ختم نبوت ایک تو صرف یا اعتبار تا آخر زمان کے ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ اکثر علماء سمجھ رہے ہیں۔ دوسری باختتام ان مراتب کے جو کمالات نبوت کے لئے

چاہیے۔ یعنی باعتبار نقطہ انتہائی ان کمالات نبوت کے جس نقطہ انتہائی پر نبوت آنحضرت کی پہنچی ہوئی ہے۔ اور وہاں پر تمام سلاسل نبوت کے اختتام کو پہنچ جاتے ہیں۔ اور پھر کوئی کمال نبوت باقی نہیں رہتا۔ بلکہ سب ختم ہو جاتے ہیں۔ . . . اس اختتام مرتبہ کے بعد کوئی نبی اس مرتبہ عظیم الشان کا قبل یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں آ سکتا۔ اور یہاں پر مراد ختم نبوت سے یہی ہے۔ کیونکہ ختم نبوت جو باعتبار تائخر زمانی کے ہو۔ اس میں کوئی کمال اور فضیلت بالذات معلوم نہیں ہوتی۔ جملہ منقبہ ماکان محمد ابا احیی من رجاء لکمر کے بعد لفظ لکن بھی ہے۔ جو سامع کو منتظر کرتا ہے۔ اس امر کا۔ کہ جبکہ یہ کمال جہانی یعنی سلسلہ ابوت و نبوت جہانی کا آنحضرت میں منتفی ہے۔ جو ایک ادنی کمال بشر ہے۔ تو بعد لکن کے کوئی بڑا کمال روحانی بیان فرمایا جاوے گا جو مدارک و استدراک پہلے جملہ منقبہ کا کر دیگا۔ پس اگر ختم نبوت کو صرف باعتبار تائخر زمانہ کے ہی مانا جاوے۔ اور اس جگہ پر اختتام مراتب کمالات نبوت کو بالذات لحاظ نہ کیا جاوے تو کلام الہی خود بالبدنہ ہو جاتا ہے :-

پھر کہتے ہیں :- خاتم بفتح تاء صیغہ آل کا ہے۔ جو مایختص بہ کو کہتے ہیں۔ اور ظاہر ہے۔ کہ مختوم علیہ میں جو نقوش پیدا ہوتے ہیں۔ علت ان کی خاتم ہی ہوتی ہے۔ بغیر خاتم کے کوئی نقش مختوم علیہ میں پیدا نہیں ہو سکتا۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم مقرر فرمایا ہے۔ اور تمام نبیین کو مختوم علیہ کر دانا ہے تو اس سے ثابت ہوا۔ کہ جملہ انبیاء و مرسلین سابقین آپ ہی کے ذات جلیج العلوم والبرکات سے مستفیض یعنی مختفیش بعلم نبوت ہوئے ہیں۔ . . . اس میں اشارہ اس طرف بھی ہے۔ کہ بغیر خاتمیت آنحضرت کے کوئی وثیقہ نبوت انبیاء و مرسلین کا معتبر و مستند نہیں ہو سکتا :-

نوٹ :- میرے کرم فرما معترض صاحب۔ کہاں گئی آپ کی اضافت تمثیلی۔ کہ از کہ بریدی و با کے پیوستی۔ صاحب مضمون سے استفسار :- آپ ہر کے معنوں پر معترض ہیں۔ کہ آیت کریمہ میں اگر یہ معنی لئے

جائیں۔ تو موقعہ و محل کا لحاظ نہیں رہتا۔ بات تو تب بنتی ہے۔ کہ آپ آخری نبی کے معنی کر کے آیت محولہ کے ربط کو قائم کر دکھائے۔ سنئے خاتم النبیین اور رسول دو صفتیں ہیں۔ جو ایک ذات میں پائی جاتی ہیں۔ نہ کہ یہ دونو لفظ صفت موصوف ہیں۔ تاہم کہا جائے۔ کہ ایسا رسول جو خاتم النبیین ہے۔ کیونکہ ان کے درمیان و او عاطفہ ہے۔ جو ان کو صفت موصوف ہونے سے روکتی ہے پس ضروری ہوا۔ کہ لفظ خاتم النبیین اس مدعا کو پورا کرے۔ جس کے لئے لفظ رسول اللہ آیا ہے۔ یعنی جیسا کہ لفظ رسول اللہ عامہ مومنین امت کے لئے آنحضرت کو روحانی باپ ثابت کرتا ہے۔ ویسے ہی لفظ خاتم النبیین افراد کمال مومنین امت کے لئے ابوت روحانی ثابت کرتا (از تقریر حافظ روشن علی صاحب الفضل ۲۶ فروری ۱۹۲۸ء) آیت متنازعہ کے سوا کوئی آیت آپ نے ایسی نہیں لکھی۔ جس سے آپ کا مدعا ثابت ہوتا۔ اور نہ ہی آئینہ لکھ سکتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ آپ نے آخری حصہ مضمون میں پرانے خدام سیح موعود کا عقیدہ پیش کیا ہے۔ جس کا مستند دفعہ جواب ہو چکا۔ یہ عاجز آپ پر اتمام حجت کرنے کی غرض سے حضرت سیح موعود کے پرانے خدام مولوی فضلین صاحب مرحوم کا عقیدہ دربارہ آیت قرآنیہ تحریر کرتا ہے جو اخبار حکم نمبر ۱۳ جلد ۱۰ مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۹ کالم ۳ میں درج ہے۔ وہ ہذا :- یا جی آدم اما یا تینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی۔ یعنی اے اولاد آدم ضرور ضرور تمہارے پاس رسول آئیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کی آیات تم پر پڑھینگے۔ تفسیر کبیر میں ہے۔ کہ اس سے مراد آیات قرآنی ہیں۔ ابن کثیر نے لکھا ہے۔ یبعث الیہم رسلانہ ان کی طرف ضرور ضرور رسول بھیجے گا۔ تاہم اس جگہ کوئی مخالف یہ دھوکہ دے۔ کہ بنی آدم سے مراد قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لوگ ہیں۔ تو اس دھوکہ میں آنا نہیں چاہیے۔ اول جہاں گذشتہ انبیاء کا ذکر ہوتا ہے۔ وہاں بطور حکایت ذکر ہوتا ہے۔ بخلاف اس کے یہاں نون مودہ کے ساتھ اس مضمون کو مودہ کر دیا۔ فتنہ رواہ :- آپ اگر حق کے متلاشی ہیں۔ تو پرانے خدام کی گواہی

